رکوع میں آکر ملنے والے کی رکعت؟

جانبین کے دلائل کا جائزہ



ابوعدنان محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر

وداعیہ متعاون اسلامک سنٹر ۔ الدمام، الظہران، الخبر

(سعودی عرب)



توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

نامِ کتاب	:	رکوع میں ملنے والے کی رکعت
مولّف	:	ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین
سالِ طباعت	:	۱۴۲۴ھ - ۲۰۰۳ء
تعدادِ طباعت	:	۵۰۰۰
باہتمام	:	توحید پبلیکیشنز، بنگلور
کمپوزنگ	:	شاہد ستار اور مسعود سہیل

ہندوستان میں ملنے کے پتے:

☆ توحید پبلیکیشنز، ایس.آر.کے.گارڈن

بنگلور۔فون.۶۶۵۰۶۱۸

☆ چار مینار بک سنٹر

چار مینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۵۱

مؤلف کا پتہ

الحکمۃ الکبریٰ، الخبر، الرمز البریدی ۳۱۹۵۲۔(سعودی عرب)

رابطہ: E-Mail:tawheed_pbs@hotmail.com

بسم اللّٰہ الرحمنٰ الرحیم

پیش لفظ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

اَمَّا بَعْدُ:

معزز سامعین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

جو شخص جماعت میں اس وقت آ کر ملے جب امام رکوع جا چکا ہو، اور یہ آتے ہی تکبیرِ تحریمہ کہہ کر رکوع چلا جائے۔ اسکی وہ رکعت شمار ہوگی یا نہیں؟

اس سلسلہ میں دو معروف مسلک ہیں:

۱۔ اسکی وہ رکعت شمار نہیں ہوگی بلکہ اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس رکعت کا اعادہ کرنا ہوگا۔

۲۔ اس کی وہ رکعت ہو جائے گی۔

ان دونوں میں سے معروف ترین مسلک تو پہلا ہے، مگر صحت و صراحت اور قوّتِ دلائل کی رُو سے صحیح ترین مسلک کونسا ہے۔

زیرِ نظر رسالہ میں اسی موضوع پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ دراصل ہماری چند ریڈیائی تقاریر ہیں جو متحدہ عرب امارات کے ریڈیو ام القیوین کی اردو سروس سے نشر کی گئی تھیں، جنہیں ہم رسالے کی شکل میں پیش کر رہے ہیں۔

اس کتابچہ کی ترتیب و تدوین اور طباعت و اشاعت میں ہمارے جن احباب نے ہمارا تعاون فرمایا ہے، ہم ان سب کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کو شرفِ قبول سے نوازے اور اسے ہمارے اور ہمارے معاونین کیلئے دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کا ذریعہ اور ہمارے قارئین کیلئے اسے باعثِ استفادہ اور سبب صلاح و فلاح بنائے۔ آمین

المحکمۃ الکبریٰ الخبر ، سعودی عرب
۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ
۳ر دسمبر ۲۰۰۱ء

ابو عمران محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ الخبر ،
داعیہ متعاون، مراکز دعوت و ارشاد
الدمام، الخبر ، الظہران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدرکِ رکوع کی رکعت: اس بات میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟ قائلینِ فاتحہ اپنی تائید میں بکثرت احادیث پیش کرتے ہیں جو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا پتہ دیتی ہیں جب کہ فریقِ ثانی کی طرف سے یہ اشکال یا اعتراض کیا گیا ہے کہ ان احادیث کے عموم پر عمل کیا جائے تو اسکا معنیٰ یہ ہوگا کہ رکوع میں جماعت سے ملنے والے کی وہ رکعت نہیں ہوگی۔ حالانکہ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص رکوع کی حالت میں امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو تو اسکی وہ رکعت ہوجائیگی، خواہ اس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی ہو۔[1]
جبکہ قائلین وجوبِ فاتحہ کی طرف سے اسکا حل اور جواب یہ پیش کیا گیا ہے کہ مقتدی کے رکوع میں آکر امام کے ساتھ مل جانے سے اسکی وہ رکعت ہوجائیگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اگرچہ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ ہوجائیگی۔

مانعینِ رکعت اوران کے دلائل: مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت اور بعض محدّثین و محققین جن میں امام بخاریؒ بھی شامل ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اس کی وہ رکعت نہیں ہوگی اور اپنی کتاب جزءالقراءۃ میں انہوں نے اس موضوع پر بحث بھی کی ہے۔[2]
اور یہ واضح بات ہے کہ جمہور کوئی شرعی حجّت نہیں ہیں۔[3]
اور کبھی جمہور کے برعکس دوسرے صحابہ وعلماء کے یہاں دلائلِ قویہ ہوتے ہیں اور اُنہیں کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔
اس موضوع کی تفصیل تو علاّمہ بشیر احمد سہسوانیؒ نے علاّمہ عبدالحئ لکھنویؒ کی امام الکلام اور غیث الغمام کے جواب میں ''البرہان العجاب'' لکھ کر بیان کردی ہے۔[4]
مختصر یہ کہ رکوع میں آکر ملنے والے سے دو اہم اجزاءِ نماز چُھوٹ جاتے ہیں، ایک قیام جو کہ بالاتفاق نماز کا رکن ہے، دوسرا سورۃ فاتحہ جو اس نے امام سے سنی اور نہ خود ہی پڑھی، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ کسی رکن کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی۔ رکوع میں ملنے والے کا رکنِ قیام چھوٹنے کے ساتھ ساتھ ہی سورۃ فاتحہ قراءت وسماعت ہر دو طرح سے چھوٹ گئی لہذا اسکی وہ رکعت کیسے شمار کی جائیگی؟ خصوصاً جبکہ صحیح بخاری ومسلم، جزءالقراءۃ امام بخاری اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَاَادْرَکْتُمْ فَصَلُّوْاوَمَافَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا))[5]
جس قدر نماز امام کے ساتھ پالو وہ پڑھ لو، اور نماز کا جو حصہ رہ جائے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کرلو۔

(۱) مشکوٰۃ کی شرح المرعاۃ: علاّمہ عبیداللہ رحمانیؒ نے لکھا ہے: ''اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ رکوع میں ملنے والا اُس رکعت کو شمار نہ کرے، کیونکہ اسے فوت شدہ نماز کے پورا کرنے کا حکم ہے، اس سے قیام اور قراءت دو اہم امور فوت ہوگئے ہیں. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا یہی قول ہے، بلکہ امام بخاریؒ نے اس بات کو ہر اس شخص کا قول بتایا ہے جو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتا ہے. محدّثینِ شافعیہ میں سے امام ابن خذیمہ اور امام ابوبکر ضبعیؒ نے اسے ہی اختیار کیا ہے اور علاّمہ تقی الدین سبکی نے اسے ہی قوّی قرار دیا ہے''۔[6]

(۲) جزءالقراءۃ: میں امام بخاریؒ نے لکھا ہے:

((فَمَنْ فَاتَه' فَرْضُ الْقِرَاءَ ةِ وَالْقِيَامُ فَعَلَيْهِ اِتْمَا مَه' كَمَا اَمَرَالنَّبِیُّ ﷺ))[7]
جس سے فریضۂ قراءت وقیام فوت ہوجائیں اسکے لئے انکا مکمل کرنا ضروری ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

اور تھوڑا آگے جا کر امام بخاریؒ نے ایک حدیث بھی روایت کی ہے جسمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((صَلِّ مَا اَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا فَاتَكَ))[8]
جو حصہ امام کے ساتھ مل جائے وہ پڑھ لو اور جو حصہ رہ جائے وہ بعد میں پورا کرلو۔

ورکافی آگے جا کر جزء القراءۃ میں ایک جگہ امام بخاریؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ رشادِ نبوی ﷺ بھی روایت کیا ہے، جسمیں ہے:

((فَلْیُصَلِّ مَا اَدْرَکَ وَ لْیَقْضِ مَاسَبَقَهُ'))[۹] جوامام کے ساتھ مل جائے وہ پڑھ لے اور جو چھوٹ گیا ہوا سے بعد میں اٹھ کر پورا کرلے۔

ورایک جگہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ اثر بیان کیا ہے، جسمیں وہ فرماتے ہیں:

((لَایُجْزِئُکَ اِلَّااَنْ تُدْرِکَ الْاِمَامَ قَائِماً قَبْلَ اَنْ یَّرْکَعَ))[۱۰] امام کو اگر رکوع جانے سے پہلے کھڑے نہ پالو تو تمہاری وہ رکعت نہ ہوگی۔

ور دوسرا اثر یوں ہے:

((اِذَا اَدْرَکْتَ الْقَوْمَ رَکُوْعاً لَمْ تَعْتَدَّ تِلْکَ الرَّکْعَۃِ))[۱۱] اگر لوگوں کو رکوع کی حالت میں پاؤ اور ساتھ ملو تو اس رکعت کو شمار نہ کرو۔

ورایک جگہ ہے کہ حضرت ابوسعیدؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے:

((لَا یَرْکَعُ اَحَدُکُمْ حَتّیٰ یَقْرَأَ بِاُمِّ الْقُرْآنِ))[۱۲] سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر کوئی شخص رکوع نہ کرے۔

ور جزء القراءۃ میں ہی امام بخاریؒ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی بیان کی ہے، جس یں وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھاتے وقت لمبے لمبے سانسوں ور ہانپنے کی آواز سنی آپ ﷺ نے نماز مکمل کرنے کے بعد حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

کیا تم ہانپ رہے تھے؟

نھوں نے عرض کیا جی ہاں میری جان آپ ﷺ پر فدا ہو۔

آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت رہ جانے کا خطرہ تھا اسلیئے میں جلدی جلدی چل کر ملا، تو آپ

ﷺ نے فرمایا:

((زَادَکَ اللّٰهُ حِرْصاً وَلَا تَعُدْ صَلِّ مَا اَدْرَکْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَکَ))[۱۳] اللہ تمہاری حرص میں اضافہ فرمائے، آئندہ ایسا نہ کرو، جو پالو، وہ پڑھ لو اور جو نکل گئی ہو، وہ بعد میں پوری کرلو۔

اس حدیث میں وارد ہونے والے لفظ ''تعد'' کو کئی طرح سے پڑھا جا سکتا ہے اور زیر، زبر تبدیل کرنے سے معنیٰ بھی بدل جاتا ہے، مثلاً:-

وَلَا تَعُدْ	دوبارہ ایسا نہ کرو
وَلَا تُعِدْ	نماز کو دہراؤ نہیں
وَلَا تَعُدَّ	اس رکعت کو شمار نہیں کرو
وَلَا تَعْدُ	بھاگ کر نہ آؤ

(۳) شرح زرقانی:

موطا مالک کی اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے علاّمہ زرقانی نے لکھا ہے:

''اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی یہ رکعت نہیں ہوگی کیونکہ اسے فوت شدہ حصے کو پورا کرنے کا حکم ہے اور اس کا قیام اور قراءت دونوں فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے شافعی محدّثین نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے اور علاّمہ سبکی نے بھی اسے ہی قوّی کہا ہے۔''[۱۴]

(۴) نیل الاوطار: امام شوکانی نے لکھا ہے کہ بعض اہل ظاہر، امام ابن خذیمہؒ اور امام ابوبکر ضبعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی اور علاّمہ عراقی نے شرح ترمذی میں اپنے شیخ علاّمہ سبکی کا بھی یہی اختیار بتانے کے بعد لکھا ہے کہ جب تک سورۃ فاتحہ نہ پڑھ لے اس وقت تک رکعت شمار نہ کرے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

((لَا یَعْتَدُّ بِالرَّکْعَۃِ مَنْ لَایُدْرِکُ الْفَاتِحَۃَ))[۱۵] جو فاتحہ نہ پڑھ سکے، وہ اس رکعت کو شمار نہ کرے

اور اگلے ہی صفحہ پر لکھا ہے کہ زید بن وہب سے بھی یہی مروی ہے کہ رکوع میں آ کر ملنے والا اپنی رکعت کی قضاء کرے۔ ۱۶

(۵) کتاب القراءۃ: امام بیہقی نے لکھا ہے کہ میں نے حافظ ابوعبداللہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابوبکر احمد بن اسحاق ضبعی کو فتویٰ دیتے سنا ہے:

((اَنَّہٗ لَا یَصِیْرُ مُدْرِکاً لِلرَّکْعَۃِ بِاِدْرَاکِ الرُّکُوْعِ)) ۱۷ — مدرکِ رکوع، مدرکِ رکعت نہیں ہوسکتا

(۶) المحلّی: علاّمہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ **((مَااَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَافَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا))** کے حکم پر مشتمل حدیث کی رُو سے رکعت شمار کرنے کیلئے قیام اور قراءت کا پانا ضروری ہے۔ کسی رکعت اور رکن اور ذکرِ مفروض کے فوت ہوجانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرض ہے، جسکے بغیر نماز نہیں ہوتی، رکوع میں ملنے والے کو حکم ہے کہ امام جو کچھ اس سے پہلے ادا کرچکا ہو، وہ اسکے سلام پھیرنے کے بعد پورا کرے۔ اور ان میں سے کسی امر کی تخصیص کسی نص شرعی کے بغیر جائز نہیں۔ اور ایسی کوئی نص موجود نہیں۔ نمازی امام کے ساتھ رکوع چلا جائے اور اس رکعت کو شمار نہ کرے، کیونکہ اسے قیام اور قراءت نہیں ملی۔ لیکن جب امام سلام پھیر لے تو وہ نمازی اس رکعت کو قضاء کرے۔ ۱۸

(۷) امام شوکانی کا رجوع: امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار (۲/۳/۵۲-۵۸) میں یہی مسلک اختیار کیا ہے کہ رکوع میں جا کر ملنے سے وہ رکعت نہیں ہوتی. اور علاّمہ نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب المقالۃ الفصیحۃ فی الوصیۃ والنصیحۃ (ص ۷.۸) میں لکھا ہے کہ اہل علم کی جماعت نے بہت سے مسائل میں اپنے اقوال سابقہ سے رجوع کیا ہے، اور لوگوں کو اپنے رجوع سے آگاہ بھی کیا ہے۔ اور امام شوکانی بھی اُنہیں میں سے ہیں۔ یہ بھی پہلے خلع کو طلاق ہی سمجھتے رہے۔ پھر دلائل پر فکر و نظر کے بعد قائل ہوگئے کہ خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ نکاح ہے. اسی طرح پہلے وہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت کے قائل تھے اور پھر اس وقت اُس سے رجوع کرلیا جب تحقیق کرنے سے ظاہر ہوگیا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی۔ ۱۹

رکوع میں ملنے والے کی رکعت؟

(۸) علاّمہ مقبلی: علاّمہ صالح بن علی المقبلیؒ فرماتے ہیں:

((وَقَدْ بَحَثْتُ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةَ وَ اَحَطْتُّهَا فِیْ جَمِیْعِ بَحْثِیْ فِقْهاً وَحَدِیْثاً فَلَمْ اَحْصُلْ مِنْهَا عَلٰی غَیْرِ مَاذَکَرْتُ یَعْنِیْ مِنْ عَدَمِ الْاِعْتِدَادِ بِاِدْرَاکِ الرُّکُوْعِ)) ۲۰

میں نے فقہ وحدیث کے تمام دلائل کی رُو سے بحث و تحقیق کی اور میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں جو میں نے ذکر کردیا ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی۔

(۹) علاّمہ نواب صدیق حسن خانؒ: علاّمہ نواب صدیق حسن خانؒ والئی ریاست بھوپال نے اپنی ایک کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب (ص ۳۴۵) میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی معروف کتاب جزء القراءۃ میں فرمایا ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ ہر اس شخص کا مذہب ہے جو قراءتِ فاتحہ خلف الامام کو واجب سمجھتا ہے۔ اور جمہور اہل علم چونکہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں، اس اعتبار سے رکوع میں ملنے والے کی رکعت کا نہ ہونا جمہور کا مسلک ہوا۔ ۲۱

(۱۰) شیخ الکل علاّمہ سید نذیر حسین محدّث دہلوی: برصغیر کے ایک بڑے عالم جنہیں پچاس سے زیادہ مرتبہ صحیح بخاری پڑھانے کا شرف حاصل ہے اور استاذ الاساتذہ ہی نہیں، شیخ الکل کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں، وہ علاّمہ سید نذیر حسین محدّث دہلوی ہیں، فتاویٰ نذیریہ میں اس موضوع سے متعلق ان کا ایک مختصر سا فتویٰ ہے، جسمیں وہ بیان فرماتے ہیں کہ مدرکِ رکوع کی رکعت نہیں ہوتی ہے، اس لئے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ ۲۲ اور انکے قابل فخر شاگرد علاّمہ شمس الحق عظیم آبادیؒ عون المعبود شرح ابوداؤد میں فرماتے ہیں:

((وَهٰذَا اَیْ بِعَدَمِ اِعْتِدَادِهٖ هُوَ قَوْلُ شَیْخِنَا الْعَلَّامَةِ السَّیِّدِ مُحَمَّد نذیر حسین الدّهْلَوِی)) ۲۳

ہمارے استادِ گرامی علاّمہ سید محمد نذیر حسین دہلوی کا یہی قول ہے کہ رکوع پانے والا اس رکعت کو شمار نہ کرے۔

(۱۱)علاّمہ شمس الحق عظیم آبادی: شارح ابوداؤدعلاّ مہ شمس الحق عظیم آبادی خود بھی رکوع پانے والے کی رکعت کوشمار کرنے کے قائلین میں سے نہیں تھے۔[۲۴]

(۱۲)علاّمہ عبدالرحمٰن مبارکپوری: شارح ترمذی علاّ مہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے بھی تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے:

((اَلْقَوْلُ الرَّاجِحُ عِنْدِیْ قَوْلُ مَنْ قَالَ اَنَّ مَنْ اَدْرَکَ الْاِمَامَ رَاکِعاً لَمْ تُحْتَسَبْ لَہٗ تِلْکَ الرَّکْعَۃُ)) [۲۵]	میرے نزدیک انہیں کا قول راجح ہے جو کہتے ہیں کہ جوشخص امام کو رکوع میں پائے وہ اس رکعت کوشمار نہ کرے۔

دیگر کبار علماء: ایسے ہی دیگر کتنے ہی کبار علماء وفقہاء کرام بھی رکوع میں ملنے والے کی اس رکعت کو شمار کرنے کے قائل نہیں تھے، اگران کے فتاویٰ سے اقتباسات ذکر کئے جائیں تو یہ باعثِ طوالت ہوگا۔ لہذا انکے اسماء گرامی کے تذکرہ پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، چنانچہ ان میں سے (۱۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ المعروف فاتح قادیان، (۱۴) مولانا ابوسعید شرف الدین دہلویؒ، (۱۵) مولانا محمد یونس صاحب دہلویؒ، (۱۶) حضرت علاّمہ شیخ الحدیث حافظ محمد محدّث گوندلوی، (۱۷) علاّمہ محمد یوسف کلکتوی، (۱۸) مولانا عبدالجبار جہلمی، (۱۹) مولانا ابومسعود قمر بنارسی، (۲۰) مولانا عبدالسلام صاحب بستوی، (۲۱) مولانا محمد داؤد دہلوی محدّث کبیر، (۲۲) علاّمہ محمد بشیر سہسوانی، (۲۳) مولانا خلیل الرحمٰن، (۲۴) مولانا سید محمد عبدالحفیظ، (۲۵) مولانا سید ابوالحسن، (۲۶) مولانا سید عبدالسلام، (۲۷) مولانا ابو محمد عبدالستار عمرپوری، (۲۸) مولانا محمد عبدالجبار عمرپوری، (۲۹) مولانا ابوالبشار، (۳۰) امیر احمد سہارنپوری، اور (۳۱) محدّثِ شہیر حضرت العلاّم حافظ محمد عبداللہ غازی پوریؒ کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جو کہ صاحبِ مسند وفتویٰ تھے۔[۲۶]

قائلین رکعت کے دلائل: یہاں تک تو دلائل واقوال تھے اُن آئمہ ومحدّثین اوراہلِ علم کے جو رکوع میں آ کر ملنے والے کی رکعت کوشمار کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ اورمناسب ہوگا کہ جمہور قائلینِ رکعت کے دلائل بھی ذکر کر دیئے جائیں، تا کہ جانبین یا فریقین کے دلائل کا موازنہ کرنے میں

آسانی رہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں قائلینِ رکعت نے اپنے دلائل کے طور پر جواحادیث لی ہیں، ان میں سے معروف احادیث چار ہیں۔ اوران چار میں سے بھی تین احادیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اورایک حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی تینوں احادیث کی حیثیت کا اندازہ تواس امر سے ہی ہوجاتا ہے کہ وہ خود رکوع میں ملنے والے کی رکعت کے قائل نہیں تھے. بلکہ انکا فتویٰ یہ رہا ہے کہ رکوع میں ملنے والے کی وہ رکعت نہیں ہوتی۔ اسے وہ رکعت امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر پڑھنی چاہیئے۔

پہلی دلیل: ان کی پہلی دلیل وہ حدیث ہے جوسنن دارقطنی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسمیں ہے:

((مَنْ اَدْرَکَ مِنَ الرَّکْعَۃِ الْآخِرَۃِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَلْیُضِفْ اِلَیْھَا الرَّکْعَۃَ)) [۲۷]	جوشخص نمازِ جمعہ کی آخری رکعت پالے، وہ (بعد میں اٹھ کر) ایک رکعت اور پڑھ لے۔

لیکن یہ حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے نا قابلِ استدلال ہے۔ چنانچہ امام شوکانی نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے وارد ہوئی ہے لیکن اسکی سند کے طُرق میں سے کوئی بھی کلام (نقد وجرح) سے خالی نہیں ہے، بلکہ امام ابوحاتم سے انکے بیٹے نے العلل میں نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یعنی یہ بے سروپا یا بے اصل روایت ہے۔[۲۸]
التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی میں علاّمہ شمس الحق عظیم آبادی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔[۲۹]
علاّمہ عبیداللہ الرحمانیؒ نے المرعاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی سلیمان بن ابوداؤد الحرانی ہے، جسے امام ابوحاتم نے ضعیف کہا ہے۔ امام بخاری نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے اورامام ابن حبان کہتے ہیں کہ اس کی بیان کردہ روایت قابلِ حجت نہیں ہے۔[۳۰]
یہ تو ہوئی اس روایت کی استنادی حیثیت، جبکہ متن میں بھی دلیل نہیں پائی جاتی، کیونکہ اس میں تو نمازِ جمعہ کا ذکر ہے، لہذا یہ جمعہ کے ساتھ خاص ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اسمیں ایک رکعت پالینے کا ذکر ہے، نہ کہ رکوع پالینے کا۔ اوراس روایت کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل وفتویٰ ذکر کیا جاچکا

ہے کہ وہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت شمار نہیں کیا کرتے تھے۔

دوسری دلیل: اس سلسلہ میں دوسری دلیل کے طور پر جو حدیث پیش کی جاتی ہے، وہ بھی حضرت بوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے جسمیں ہے:

((مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مَعَ الْاِمَامِ قَبْلَ اَنْ یُّقِیْمَ صُلْبَہٗ فَقَدْ اَدْرَکَھَا))۳۱ جس نے امام کے ساتھ رکعت کو پالیا قبل اسکے کہ وہ اپنی کمر سیدھی کرے (رکوع سے کھڑا ہو) اس نے اسے پالیا۔

س حدیث سے استدلال بھی کئی وجوہات کی بناء پر صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی یحیٰ بن حمید ہے، جس کے بارے میں امام بخاریؒ نے جزء القراءۃ میں کہا ہے کہ یہ مجہول ہے۔ اسکی یان کردہ حدیث پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور مرفوعاً اسکی حدیث صحیح نہیں۔ اور یہ راوی اہلِ علم کے زدیک قابل حجت نہیں ہے۔۳۲

وراگلے ہی صفحہ پر امام بخاریؒ نے لکھا ہے کہ یہ روایت تو علماء حجاز وغیرہ کے یہاں مستفیض ہے۔ جبکہ اس یں 'قَبْلَ اَنْ یُّقِیْمَ صُلْبَہٗ' کے الفاظ کا کوئی معنی ہی نہیں، اور نہ ہی اس اضافہ کی کوئی وجہ ہے۔۳۳

ورعلامہ عبید اللہ الرحمانی نے بھی المرعاۃ میں لکھا ہے کہ اس روایت کے آخری الفاظ جن میں امام کے کمر سیدھی کرنے کا ذکر ہے '' قَبْلَ اَنْ یُّقِیْمَ صُلْبَہٗ '' یہ الفاظ صرف یہی راوی یحیٰ بن حمید نقل کرتا ہے، اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیئے۔ چنانچہ عقیلی کہتے ہیں کہ امام زہری کے صحاب میں سے امام مالک اور بعض دوسرے حفّاظِ حدیث نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔ لیکن ان یں سے کسی نے بھی یہ اضافہ نقل نہیں کیا۔۳۴

ورجب اس اضافے کو نقل کرنے والا ضعیف ہے، تو مقصود حاصل نہ ہوا۔ اور پھر اس روایت کی سند یں ہی ایک دوسرا راوی قرۃ بن عبدالرحمٰن بھی ہے جو کہ ضعیف ہے۔ جوزجانی نے کہا ہے کہ میں نے مام احمد بن حنبلؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ قرۃ بن عبدالرحمٰن سخت منکر الحدیث ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ضعیف الحدیث ہے اور امام ابوحاتم کا کہنا ہے کہ یہ قوّی نہیں ہے۔۳۵

تیسری دلیل: رکوع میں ملنے والے کی رکعت کے قائلین کی تیسری دلیل ابوداؤد اور دارقطنی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی وہ حدیث ہے جسمیں ہے۔

((اِذَاجِئْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْھَا شَیْئًاوَ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ))۳۶ جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم حالتِ سجدہ میں ہوں، تو تم بھی سجدہ کرو اور اسے کچھ شمار مت کرو۔ (اور جس نے ''رکوع'' کو پالیا اس نے نماز پالی)

اس روایت سے استدلال بھی کئی وجوہ کی بناء پر مخدوش ہے:

(۱) کیونکہ اسکی سند ضعیف و ناقابلِ حجت ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی یحیٰ بن ابوسلیمان ہے، جسے امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے۔ اور ابوحاتم کا کہنا ہے کہ اسکی حدیث لکھی جائیگی، لیکن وہ قوّی نہیں۔ اور اس حدیث کے ضُعف کو بعض قائلین رکعت نے بھی تسلیم کیا ہے، جیسا کے فتاویٰ ستاریہ میں ہے۔ (۱/۵۵)۔

(۲) دوسری بات یہ کہ یحیٰ نے یہ روایت زید اور ابن المقبری سے نہیں سنی۔ لہذا یہ منقطع ہونے کی وجہ سے بھی ضعیف ہے۔۳۷

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو کہ اس روایت کو بیان کرنے والے ہیں، خود انکا فتویٰ اس روایت کے خلاف ہے۔ وہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت کے قائل نہیں، جیسا کہ پہلی روایت کے ضمن میں بھی کہا گیا ہے۔۳۸

(۴) چوتھی بات یہ کہ اس روایت میں ''رکعت'' کا لفظ ہے، نہ کہ ''رکوع'' کا۔ اور رکعت کا اطلاق شرعاً قیام، رکوع، سجدتین اور ارکان واذکار پر ہوتا ہے۔ اور یہی رکعت کی شرعی حقیقت ہے۔ اور رکوع کو رکعت کے معنوں میں لینا مجاز ہے۔ اور حقیقتِ شرعیہ کے ہوتے ہوئے مجاز مراد لینا تمام علماءِ اصول کے نزدیک غلط ہے۔ اور پھر یہاں کوئی قرینہ صارفہ بھی نہیں، جیسا کہ عون المعبود میں تفصیل مذکور ہے۔۳۹

(۵) پانچویں چیز یہ کہ اس روایت کے الفاظ **((مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ))** کا

یعنی جمہور اہلِ علم نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر کسی کو نماز کا صرف اتنا ہی وقت ملا کہ اسمیں وہ صرف ایک ہی رکعت پڑھ سکتا ہے تو وہ بعد میں نماز مکمل کر لے، اس نے نماز کو بروقت پا لیا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جس نے ایک رکعت جماعت سے پالی، اس نے نماز باجماعت کا ثواب پا لیا۔۴۰

(۶) اور پھر نسائی میں ایک وہ حدیث ہے، جسے پیشِ نظر رکھیں تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ زیرِ بحث حدیث سے کیا مراد ہے؟ چنانچہ اس میں ہے:

((مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوةَ))۴۱ جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، اس نے پوری ہی نماز پالی۔ (البتہ جو رہ گئی اسے پورا کر لے)

اور رکوع میں ملنے والے کا قیام وقراءت رہ جاتے ہیں۔ لہذا وہ اسے بعد میں پورے کرنے ہونگے، جن کے لئے وہ رکعت پڑھنی پڑے گی۔

چوتھی دلیل: جبکہ اس سلسلہ میں ان کا استدلال ایک چوتھی حدیث سے بھی ہے، جو بلاشبہ صحیح تو ہے لیکن اس مسئلہ میں صریح و واضح نہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد، ابن حبان، بیہقی اور دیگر کتب میں حضرت ابوبکرہؓ کا معروف واقعہ ہے، جسمیں وہ بیان فرماتے ہیں:

((اَنَّهٗ انْتَهَى اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ الصَّفَّ فَذُكِرَ ذَالِکَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصاً وَلَا تَعُدْ))۴۲ وہ اس وقت نبی ﷺ کے پاس پہنچے جبکہ آپ ﷺ رکوع میں تھے، تو انہوں نے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا۔ یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہارے شوق وحرص کو زیادہ کرے، آئیندہ ایسا نہ کرنا۔

قائلینِ رکعت اس حدیث سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اگر رکوع میں ملنے والے کی اس رکعت کو شمار کرنے والے نہ ہوتے تو پھر انہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی، اور اگر قراءتِ فاتحہ مقتدی پر بھی واجب ہوتی تو نبی ﷺ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو وہ رکعت لوٹانے کا

حکم ضرور فرماتے۔ اور تیسری وجہِ استدلال یہ بتائی گئی ہے کہ اس حدیث کے آخری الفاظ **وَلَا تَعُدْ** نہیں بلکہ وَلَا تُعِدْ ہیں، جن کا معنی یہ بنتا ہے کہ اللہ تمہاری حرص کو زیادہ کرے، تم اس رکعت کو نہ دہراؤ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تحقیق واستدلال کی رو سے یہ باتیں صحیح نہیں، جسکی کچھ تفصیل یہ ہے کہ فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے ابن المنیر سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے ایک فعل یعنی حصولِ جماعت کی حرص وکوشش کو درست قرار دیا، اور یہ عام جہت ہے، جبکہ دوسری خاص جہت سے غیر درست بھی فرمایا اور اس سے روکا۔۴۳

ممانعت کس بات کی؟

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی غیر درست بات ہو گئی تھی، جس سے آپ ﷺ نے انہیں روکا تھا۔

(۱) اس سلسلہ میں پہلی بات الفاظِ حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ دوڑ کر آئے اور نماز میں شامل ہوئے تھے اور صحیح ابن السکن میں دوڑنے کے واضح الفاظ بھی ہیں، جن میں حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں:

((اِنْطَلَقْتُ اَسْعٰى حَتّٰى دَخَلْتُ فِي الصَّفِّ))۴۴ میں دوڑتا ہوا صف میں داخل ہوا۔

اور یہ دوڑ کر آنا غلط کام ہے، کیونکہ صحیح بخاری ومسلم اور جزء القراءۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ وَالْوَقَارَ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا))۴۵۔ جب اقامت کی آواز سنو تو نماز کی طرف چل دو، اور سکون ووقار سے چلو، بھاگم بھاگ نہ آؤ، جو پالو، وہ پڑھ لو اور جو چھوٹ جائے، وہ اٹھ کر مکمل کر لو۔

اس حدیث کی رو سے نماز کی طرف انکا دوڑ کر آنا منع تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے اس سے روکتے ہوئے فرمایا:

وَلَاتَعُدْ دوبارہ ایسا مت کرو۔

(۲) صحیح بخاری میں اس حدیث کے الفاظ ہیں: ((فَرَکَعَ قَبلَ اَنْ یَّصِلَ اِلٰی الصَّفِّ)) کہ وہ صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع میں چلے گئے۔ اور ابوداؤد میں ہے:

((فَرَکَعَ دُوْنَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشیٰ اِلٰی الصَّفِّ)) ۴۶ — انہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور پھر اسی حالت میں چل کر صف تک پہنچے تھے۔

اور مصنف حماد بن سلمہ میں ہے:

((فَرَکَعَ ثُمَّ دَخَلَ الصَّفَّ وَهُوَرَاكِعٌ)) ۴۷ — انہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کیا اور بحالتِ رکوع ہی صف میں داخل ہوئے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل بھی صحیح نہیں تھا، کیونکہ معانی الآثار طحاوی میں حسن درجہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِذَا اَتَی اَحَدُکُمُ الصَّلٰوۃَ فَلَا یَرْکَعُ دُوْنَ الصَّفِّ حَتّٰی یَاخُذَ مَکَانَهٗ مِنَ الصَّفِّ)) — تم میں سے جب کوئی نماز کو آئے تو صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع نہ کرے۔ ۴۸

اس سے معلوم ہوا کہ لَاتَعُدْ میں وارد ممانعت اس بات کی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا ہو کہ دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ شارحینِ حدیث نے اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں جن باتوں سے روکا تھا، ان میں سے پہلی بات بقولِ کسے یہ تھی کہ آپ ﷺ نے انھیں صف سے باہر تکبیرِ تحریمہ کہنے سے منع فرمایا، اور امام ابن حبان کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں نمازِ باجماعت کی طرف تاخیر سے آنے سے منع فرمایا گیا تھا۔ ابن القطان اور مہلب کی طرف سے تیسری بات یہ کہی گئی ہے کہ انہیں رکوع کی حالت میں چلتے ہوئے صف میں آنے سے روکا تھا کیونکہ یہ جانوروں کی سی چال ہے۔ اور چوتھا قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں نماز کی طرف دوڑ کر آنے سے منع فرمایا۔ ۴۹

امام بخاریؒ نے بھی اس کا یہی معنیٰ جزء القراءۃ میں کیا ہے، اور کہا ہے کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے منع کردہ کام کو دوبارہ کرے۔ ۵۰

<u>لَاتَعُدْ کا ضبط اور اعراب</u>: اس حدیث کے آخر میں وارد ہونے والے دو لفظوں میں سے پہلا تو ''لا'' ہے جو نہی و ممانعت کے لئے آتا ہے۔ جبکہ دوسرا لفظ تین حروف سے مل کر بنا ہے اور وہ تین حروف ہیں 'ت' اور 'ع' اور 'د' ان تینوں حروف کے مجموعہ کو زیر زبر اور پیش یعنی اعراب کی تبدیلی سے چار طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے۔ اور ان سے چار الگ الگ لفظ بن جاتے ہیں، جن کا الگ الگ ہی مفہوم بھی ہے۔

اس لفظ کے ضبط اور اعراب کے سلسلہ میں حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور علاّمہ عینی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ یہ لفظ تمام روایات میں تاء کے زبر اور عین کی پیش کے ساتھ (تَعُدْ) ہے۔ جو عَوْد سے بنا ہے۔ اسطرح اس حدیث کا معنیٰ یہ بنتا ہے کہ دوبارہ ایسا مت کر۔ ۵۱

یعنی نہ تیز دوڑ کر نماز کی طرف آ، نہ صف سے باہر تکبیرِ تحریمہ کہہ، اور نہ صف سے باہر رکوع کر، اور نہ ہی اس طرح صف میں داخل ہو، اور نہ ہی جماعت کی طرف تاخیر سے آ۔

علاّمہ جزری نے بھی کہا ہے کہ **لَا تَعُدْ میں تَعُدْ** تاء کے زبر اور عین کی پیش کے ساتھ اور دال کے سکون کے ساتھ ہے۔ جسکا اصل مادہ عَوْد ہے۔ یعنی ایسا فعل (رکوع میں چلنا) آئندہ نہ کرنا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اکیلے اقتداء کرنے سے منع فرمایا ہو۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع کرنے سے منع فرمایا ہو۔ اور بظاہر آپ ﷺ نے ان سب امور سے ہی منع فرمایا تھا۔ ۵۲

اور آگے امام جزری فرماتے ہیں کہ جس نے اس لفظ کو تاء کی پیش اور عین کی زیر کے ساتھ **لَاتُعِدْ** پڑھا ہے اور اسے اعادہ کرنے یا دہرانے سے مانا ہے، اس نے بہت بعید کی بات کی ہے کہ آپ ﷺ نے اسے فرمایا ہو کہ تم اپنی نماز مت دہراؤ۔ اور اس سے بھی بعید تر بات اسکی ہے جس نے اسے عَدْو سے تاء کے زبر، عین کی سکون یا جزم اور دال کی پیش کے ساتھ لَا تَعْدُ مانا ہے، جسکا معنی یہ بنتا ہے کہ دوڑ کر مت آؤ۔ اور ان آخری دونوں کے بارے میں کوئی روایت نہیں ہے۔ ۵۳

امیر صنعانی نے سبل السلام میں کہا ہے کہ روایت میں عَوْد سے لَا تَعُدْ ہی سب سے صحیح تر اعراب ولفظ

ہے۔(۵۴)

وراسے ہی حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ترجیح دی ہے۔۵۵

وہ رکعت ہوئی یا نہیں؟: قائلینِ رکعت کے انداز اور وجہِ استدلال سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے وہ رکعت شمار کی تھی۔ جبکہ مانعینِ رکعت کا کہنا ہے کہ صحیح بخاری شریف کے وہ الفاظ جو بڑے شدّ ومد سے پیش کیئے گئے ہیں، ان میں قطعاً اس بات کا ذکر حتی کہ احتمال تک بھی نہیں پایا جاتا کہ انکی وہ رکعت ہوگئی ہو، اور انہوں نے اسے شمار کرلیا ہو۔ چنانچہ امام شوکانیؒ لکھتے ہیں:

((فَلَيْسَ فِيْهِ مَا يَدُلُّ عَلٰى مَاذَهَبُوْا اِلَيْهِ لِاَنَّه' كَمَالَمْ يَأْمُرْهُ بِالْاِعَادَةِ،لَمْ يُنْقَلْ اِلَيْنَااَنَّه' اِعْتَدَّ بِهَا وَالدُّعَاءُ لَه' بِالْحِرْصِ لَايَسْتَلْزِمُ الْاِعْتِدَادَبِهَا وَالْاِحْتِجَاجُ بِشَيْءٍ قَدْنُهِيَ عَنْهُ لَا يَصِحُّ))۵۶

اس میں ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ جیسے رکعت کے لوٹانے کا حکم نہیں دیا تو یہاں اس رکعت کو شمار کرنے کا بھی تو کوئی اشارہ نقل نہیں ہوا۔ انکے لئے دعاءِ حرص رکعت کو شمار کرنے کو لازم نہیں کرتی اور جس سے منع کیا گیا ہو، اس سے حجت ودلیل لینا صحیح نہیں ہے۔

علّامہ ابن حزمؒ نے بھی اس سے ملتی جلتی بات المحلّٰی میں کہی ہے، چنانچہ انھوں نے جلد سوم- جزءِ ششم (ص۔۲۴۳) پر اس حدیثِ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پر مسئلہ نمبر ۳۶۲ کا عنوان یوں قائم کیا ہے:

((فَاِنْ جَاءَ وَالْاِمَامُ رَاكِعٌ فَلْيَرْكَعْ مَعَه' وَ لَا يَعْتَدُّ بِتِلْكَ الرَّكْعَةِ لِاَنَّه' لَمْ يُدْرِكِ الْقِيَامَ وَ لَا الْقِرَاءَ ةَ وَلٰكِنْ يَقْضِيْهَا اِذَاسَلَّمَ الْاِمَامُ فَاِنْ خَافَ جَاهِلاً فَلْيَتَاَنَّ حَتّٰى يَرْفَعَ الْاِمَامُ رَاْسَه' مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَئِذٍ))۵۷

اگر کوئی آئے اور امام رکوع میں ہو تو وہ رکوع کرلے، اور اس رکعت کو شمار نہ کرے۔ کیونکہ اسکو قیام وقراءت نہیں ملے، لیکن جب امام سلام پھیر لے، تو یہ اس رکعت کو اٹھ کر پڑھ لے۔ اور اگر کسی بے علم کا خدشہ ہو کہ گلے پڑ جائے گا، تو تھوڑا سا آرام سے چلے حتی کے امام رکوع سے اٹھ جائے، تب جا کر تکبیرِ تحریمہ کہے۔

اور اگلے صفحہ پر جا کر ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

((اَمَّا حَدِيْثُ اَبِيْ بَكْرَةَ فَلَاحُجَّةَ لَهُمْ فِيْهِ اَصْلاً لِاَنَّه' لَيْسَ فِيْهِ اَنَّه' اجْتَزَأَبِتِلْكَ الرَّكْعَةِ وَاَنَّه' لَمْ يَقْضِهَا فَسَقَطَ تَعَلُّقُهُمْ بِه جُمْلَةً وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ))۵۸

رہی حدیثِ حضرت ابی بکرہؓ، تو اس میں قائلینِ رکعت کیلئے اصلاً کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں یہ کہاں ذکر ہے کہ انہوں نے اس رکعت کو شمار کرلیا تھا؟ اور نہ یہ کہ انہوں نے اسے اٹھ کر نہیں پڑھا تھا۔ لہذا اس حدیث سے ان کا تعلق ہی ختم ہوگیا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث بڑی فیصلہ کُن ہے، جسے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اور علّامہ عبیداللہ رحمانی نے المرعاۃ شرح مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ طبرانی کبیر اور جزء القراءۃ میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ پر مشتمل جو حدیث ہے۔ اسکے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے یہ حکم بھی فرمایا تھا:

((صَلِّ مَا اَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ))۵۹ جو نماز مل گئی وہ پڑھ لو، اور جو رہ گئی وہ بعد میں پوری کرلو۔

اس روایت کے الفاظ نے فیصلہ کردیا کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی رکوع میں ملنے والی رکعت نہیں ہوئی تھی بلکہ انہوں نے بعد میں پڑھی تھی۔

الغرض: مدرکِ رکوع کی رکعت والا شُبہ یا اشکال واعتراض بھی ختم ہوا اور طے پایا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ والی بخاری ومسلم، سننِ اربعہ اور دیگر کتب کی حدیث میں ((**لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ**)) کا مفہوم اپنے عموم کے اعتبار سے ہر نمازی کو شامل ہے۔ وہ امام ہو یا منفرد اور چاہے وہ مقتدی ہی کیوں نہ ہو، قراءتِ فاتحہ کا حکم سب کو شامل ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

ابوحسّان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ الخبر ۳۱۹۵۲
(سعودی عرب)

حوالہ جات:

۱ احسن الکلام۲/ ۳۹-۴۰ملخصاً وتوضیح الکلام مولانا ارشار الحق اثری ۱/ ۱۴۱

۲ جزء القراءۃ امام بخاری مع اردو، صفحہ۳۰، ۸۲، ۹۰، ۱۰۱، ۱۱۱

۳ للتفصیل المحلّیٰ ۳/ ۶/ ۲۴۶

۴ البرھان العجاب فی فرضیۃ ام الکتاب، صفحہ۱۲۹-۱۵۸ نیز دیکھئے تحقیق الکلام مولانا عبدالرحمن مبارکپوری
/ ۵۳-۵۴، توضیح الکلام ۱/ ۱۴۱-۱۵۰ نماز میں سورۂ فاتحہ، مولانا کرم الدین سلفی، صفحہ۱۸۵-۲۰۹

۵ جزء القراءۃ، صفحہ۹۴ مع اردو ترجمہ، بخاری مع الفتح ۲/ ۱۱۶-۱۱۷، ۳۹۰ نماز میں سورۂ فاتحہ، صفحہ۱۸۵

۶ المرعاۃ شرح المشکوٰۃ ۱/ ۴۴۹

۷ جزء القراءۃ بخاری وکتاب القراءۃ بیہقی

۸ جزء القراءۃ صفحہ۹۸

۹ جزء القراءۃ صفحہ۹۳

۱۰ جزء القراءۃ صفحہ۷۶

۱۱ جزء القراءۃ صفحہ۷۸، نیل الاوطار

۱۲ جزء القراءۃ صفحہ۲۹-۷۷

۱۳ جزء القراءۃ صفحہ۱۰۰-۱۰۱

۱۴ الزرقانی ۱/ ۱۴۱ عون المعبود۲/ ۱۴۶ انیل الاوطار۲/ ۳/ ۵۷

۱۵ نماز میں سورۂ فاتحہ، صفحہ۱۸۷

۱۶ النیل۲/ ۳/ ۵۷

۱۷ النیل۲/ ۳/ ۸۵ والمحلّیٰ ۲/ ۳/ ۲۴۵

۱۸ کتاب القراءۃ بیہقی صفحہ۱۵۷ مترجم اردو

۱۹ المحلّیٰ ۲/ ۲/ ۲۴۳-۲۴۴ ونیل الاوطار۲/ ۳/ ۵۷-۵۸، نماز میں سورۂ فاتحہ صفحہ۱۸۸

۲۰ بحوالہ نماز میں سورۂ، فاتحہ صفحہ۱۹۰-۱۹۱

۲۱ بحوالہ نیل الاوطار۲/ ۳/ ۵۷

رکوع میں ملنے والے کی رکعت؟

۲۱ فتح الباری۲/ ۱۱۹، جزء القراءۃ۔ ودلیل الطالب صفحہ ۳۴۵ ونماز میں سورۂ فاتحہ، صفحہ۱۹۱

۲۲ فتاویٰ نذیریہ۲/ ۲۸۶، فتاویٰ علماء حدیث۳/ ۱۷۰-۱۷۴

۲۳ عون المعبود شرح ابوداؤد، جلد۲ صفحہ۱۴۵

۲۴ عون المعبود۲/ ۱۴۵-۱۶۱

۲۵ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی

۲۶ للتفصیل: فتاویٰ علماء حدیث۳/ ۱۷۰-۱۷۴، نماز میں سورۂ فاتحہ صفحہ۱۸۵-۲۰۴، عون المعبود۲/ ۱۴۵-۱۶۱، نیل
الاوطار۲/ ۳/ ۵۲-۵۸

۲۷ مشکوٰۃ ۱/ ۴۴۵ شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، دارقطنی ۱/ ۱/ ۱۰-۱۳ وتحفۃ الاحوذی ۳/ ۶۲

۲۸ نیل الاوطار۲/ ۳/ ۵۶-۵۷

۲۹ التعلیق المغنی ۱/ ۱/ ۱۰-۱۳

۳۰ المرعاۃ ۳/ ۳۱۷ فتاویٰ ستاریہ ۱/ ۵۶

۳۱ نیل الاوطار۲/ ۲/ ۵۶

۳۲ جزء القراءۃ صفحہ۱۰۲-۱۰۷ وسنن دارقطنی ۱/ ۱/ ۳۴۷

۳۳ جزء القراءۃ، صفحہ۱۰۷

۳۴ جزء القراءۃ، صفحہ۱۰۷-۱۰۸، المرعاۃ ۳/ ۹۸، تحفۃ الاحوذی ۳/ ۶۲

۳۵ میزان الاعتدال۳/ ۳۴۶، بحوالہ نماز میں سورۂ فاتحہ، صفحہ۲۰۸

۳۶ ابوداؤد مع العون، دارقطنی ۱/ ۱/ ۳۴۷، ضعیف ابی داؤد، حدیث (۷۹۳)

۳۷ جزء القراءۃ، امام بخاری، صفحہ۱۰۸، عون المعبود

۳۸ نیز دیکھیئے جزء القراءۃ صفحہ۷۰ ونیل الاوطار۲/ ۳/ ۵۷

۳۹ عون المعبود

۴۰ المرعاۃ ۲/ ۴۱

۴۱ المرعاۃ ایضاً

۴۲ بخاری مع الفتح ۲/ ۲۶۷ ومع عمدۃ القاری ۳/ ۶/ ۵۴، التلخیص الحبیر ۱/ ۱/ ۲۸۴ وصحیح ابی داؤد ۱/ ۱۲۲، ابوداؤد مع العون

۲/ ۳۷۸-۳۷۹، مشکوٰۃ مع المرعاۃ ۲/ ۹۷

۴۳؎ فتح الباری ۲/ ۲۶۸

۴۴؎ بحوالہ التلخیص والمرعاۃ ۳/ ۹۷

۴۵؎ بلوغ المرام مع السبل ۱/۲/ ۳۳، بخاری ۲/ ۱۱۶-۱۱۷،

جزء القراء صفحہ ۹۴

۴۶؎ بخاری مع الفتح

۴۷؎ المرعاۃ ایضاً

۴۸؎ بحوالہ المرعاۃ ایضاً

۴۹؎ التلخیص ۱/ ۱/ ۲۸۵ والمرعاۃ ۳/ ۹۷

۵۰؎ جزء القراءۃ، صفحہ ۸۷ و فتح الباری ۲/ ۲۶۹

۵۱؎ فتح الباری ۲/ ۲۶۹ عمدۃ القاری ۲/ ۶/ ۵۵

۵۲؎ بحوالہ المرعاۃ ۳/ ۹۸

۵۳؎ المرعاۃ ایضاً

۵۴؎ سبل السلام، ۱/ ۲/ ۳۳

۵۵؎ فتح الباری، ۲/ ۲۶۹

۵۶؎ النیل ۲/ ۳/ ۵۷

۵۷؎ المحلّٰی ۳/ ۶/ ۲۴۳

۵۸؎ المحلّٰی ۳/ ۶/ ۲۴۴ و فتح الباری والمرعاۃ

۵۹؎ فتح الباری والمرعاۃ ایضاً